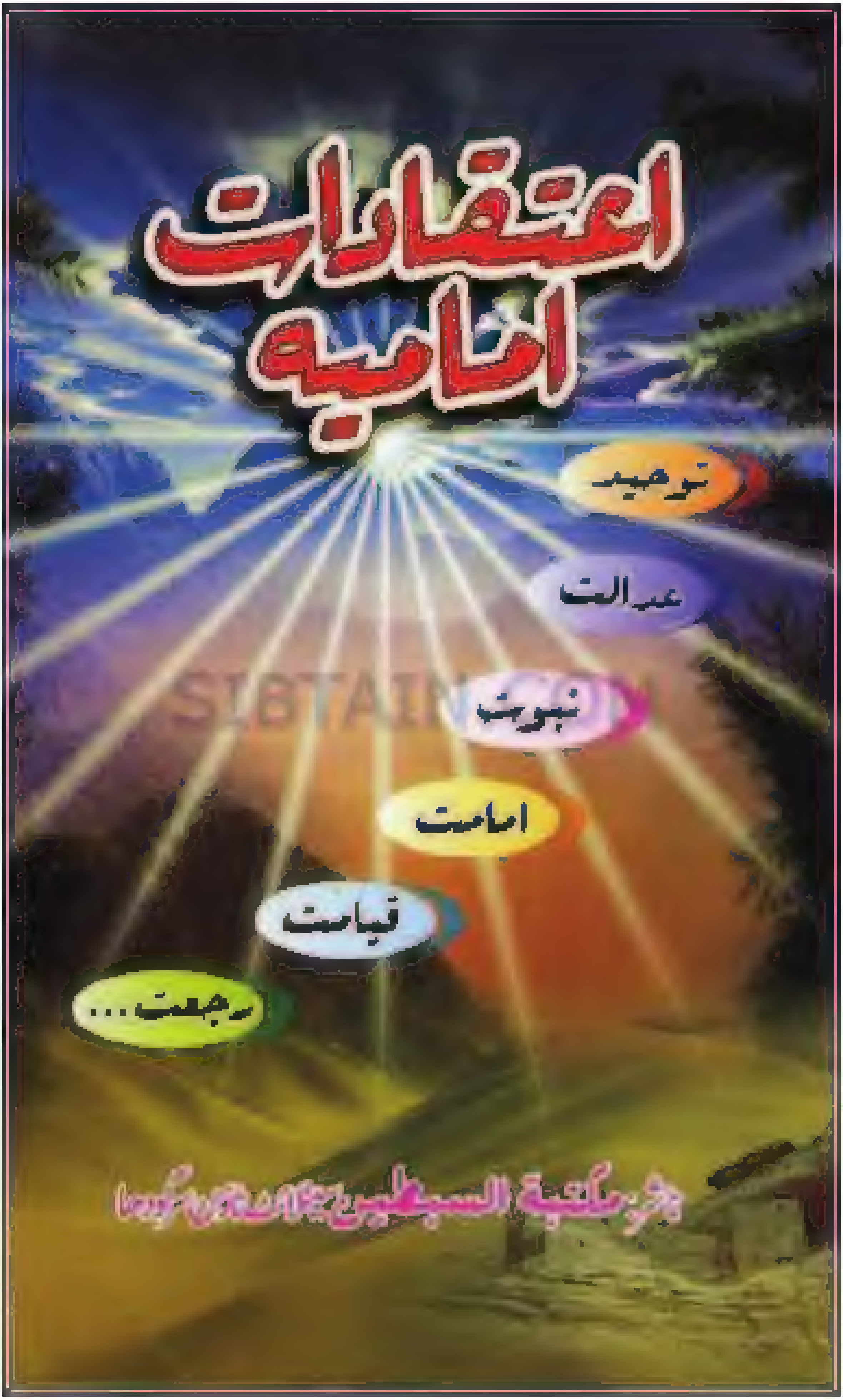
اعتقادات امامیہ
توحید
عدالت
نبوت
امامت
قیامت
رجعت...
مکتبۃ السبطین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ شریفہ

اعتقادات الامامیہ

فی

ترجمہ الرسالۃ اللیلیۃ

تصنیف لطیف

فخر الاولین والآخرین رئیس المحدثین عالم ربانی حضرت علامہ محمد باقر المجلسی الاصفہانی اعلی اللہ مقامہ

SIBTAIN.COM

ترجمہ و تحشیہ

سند المحققین علامہ شیخ محمد حسین نجفی صاحب قبلہ مجتہد العصر صدر مؤتمر علمائے شیعہ (رجسٹرڈ) پاکستان

تعریف و تقریظ

حجۃ الاسلام علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ سربراہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ

تعارف و تقدیم

جناب مولانا سید حسین عارف صاحب نقوی ایم اے

طبع و نشر

مکتبۃ السبطین

۲۹۶/۹۔بی، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : اعتقادات امامیہ فی ترجمۃ الرسالۃ اللیلیۃ

تصنیف : علامہ محمد باقر المجلسی اعلی اللہ مقامہ

ترجمہ و تحشیہ : علامہ شیخ الحاج محمد حسین نجفی قبلہ مجتہد العصر

طبع و ناشر : مکتبۃ السبطین ۲۹۶/۹ ۔ بی، سٹیلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

سن اشاعت : ۲۰۰۶ء

کمپوزنگ : محمد تقی

اشاعت : بار سوم

قیمت : ۴۰ روپے

فون نمبر : ۰۴۸۔۳۲۱۵۱۲۱

SIBTAIN.COM

و ينقطع لا على ما ازله الملاحدة من الحدوث الذاتي فان على المعنى الذي ذكرنا اجماع جميع المليين والاخبار به متظافرة متواترة والقول بقدم العالم و بالعقول القديمة و الهيولى القديمة كما يقول الحكماء كفر

ثم اعلم ان انكار ما علم ثبوته من الدين ضرورة بحيث لا يخفى على احد من المسلمين الا شاذ كفر يستحق منكره القتل

و هي كثيرة كوجوب الصلوات الخمس و اعداد ركعاتها و اوقاتها في الجملة و اشتمالها على الركوع و السجود

سے حادث ہے اور نوع کے لحاظ سے قدیم ہے) اسی طرح ابد کے لحاظ سے بھی اس کی انتہا موجود ہے جس کے بعد وہ نہ ہوگا۔ عالم کے حادث ہونے کا جو مفہوم ہم نے بیان کیا ہے اس پر تمام اہل ادیان و ملل کا اجماع و اتفاق ہے اور اس کے بارے میں اخبار متظافرہ و متواترہ موجود ہیں۔ عالم کو قدیم سمجھنا یا عقول قدیمہ (جنہیں عقول عشرہ کہا جاتا ہے) کا قائل ہونا یا ہیولیٰ (مادّہ) کو قدیم جاننا جیسا کہ فلاسفہ و حکماء کا اعتقاد ہے بالکل کفر ہے۔ (کیونکہ خداوند عالم کے سوا کوئی چیز قدیم نہیں ہے)

ضروریاتِ دین کا بیان اور ان کے انکار کرنے کے احکام:

جاننا چاہئے کہ جس چیز کا دینِ اسلام سے ہونا اس طرح یا ضرورۃً و بالبداہت ثابت ہو کر سوائے کسی شاذ و نادر فرد کے اور کسی بھی مسلمان پر مخفی نہ ہو (اور نہ کسی نے اس کی صحت اور اس کے ثبوت میں اختلاف کیا ہو) اس کا انکار کرنا کفر ہے اور اس کا منکر قتل کا سزاوار ہوتا ہے[1]۔

اور یہ ضروریاتِ دین بکثرت ہیں جیسے نماز پنجگانہ کا وجوب، ان کی رکعتوں کی تعداد (جو کہ سترہ ہے) ان

---

[1] دینِ اسلام سے خارج اگر مرتد ملی ہے تو پہلے اسے توبہ کرائی جائے گی، اگر کر لے تو فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے گا اور اگر مرتد فطری ہے تو بہرحال واجب القتل ہے۔ (منہ عفی عنہ)

بل تكبيرة الاحرام و القيام و القراءة على الاظهر و اشتراطها بالطهارة مجملاً و وجوب الغسل من الجنابة و الحيض بل النفاس على الاظهر بل كون الغائط و البول و الريح ناقضاً للوضوء على احتمال و كذا وجوب غسل الاموات و الصلوة عليهم و دفنهم و وجوب الزكوة و صوم شهر رمضان و كون الاكل و الشرب المعتادين و الجماع في قبل المرأة ناقضاله و وجوب الحج و اشتماله على الطواف بل السعي بين الصفاء و المروة والاحرام و الوقوف بعرفات و مشعر بل الذبح و الحلق والرمي في الجملة اعم من الوجوب و الاستحباب على احتمال و وجوب الجهاد في الجملة على الاظهر و رجحان الجماعة في الصلوة و الصدقة

کے اجمالی اوقات اور ان کا رکوع، سجود بلکہ علی الاظہر ان کا تکبیرۃ الاحرام، قیام اور قراءت پر مشتمل ہونا اور ان کا اجمالاً مشروط بطہارت ہونا (قطع نظر اس سے کہ اس طہارت کی کیفیت کیا ہے؟) غسلِ جنابت و حیض بلکہ علی الاظہر غسلِ نفاس کا واجب ہونا بلکہ ایک احتمال کے مطابق پاخانہ پیشاب اور ریح کا مبطلِ وضو ہونا یا جیسے غسلِ میت، نمازِ جنازہ اور دفنِ میت کا وجوب اور زکوٰۃ و ماہِ رمضان کے روزوں کا واجب ہونا، اور معمول کے مطابق کھانے پینے اور قانونِ فطرت کے موافق عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کا مبطلِ روزہ ہونا، حج کا وجوب، اور اس کا طواف بلکہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے، احرام باندھنے، بمقام عرفات و مشعر وقوف کرنے، بلکہ ایک احتمال کے مطابق حج کا اجمالاً قربانی کرنے سرمنڈانے اور کنکر مارنے پر مشتمل ہونا عام اس سے کہ (یہ امور) واجب ہوں یا مستحب۔ اظہر یہ ہے کہ اجمالاً جہاد کا وجوب بھی ضروریاتِ دین میں داخل ہے (قطع نظر اس وجوب کے شرائط کے) اسی طرح جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے اور فقراء و مساکین کو صدقہ دینے کا راجح و افضل ہونا، علم اور اہلِ علم کے فضل و کمال کا اقرار کرنا، قطع رحمی، صداقت کی فضیلت اور نقصان وعدہ، جھوٹ کی رذالت، زنا، لواطت اور شراب خوری کی حرمت۔ ہاں البتہ تقیہ کی

على المساكين و فضل العلم و اهله و فضل الصدق النافع و مرجوحية الكذب الغير النافع و حرمة الزنا و اللواط و شرب الخمر دون النبيذ لانه مما لا يجمع عليه المسلمون و اكل لحم الكلب و الخنزير و الدم والميتة و حرمة نكاح الامهات و الاخوات والبنات و بنات الاخ و بنات الاخت و العمات و الخالات بل ام الزوجة و اختها معها على الاظهر و حرمة الربوا في الجملة على احتمال و حرمة الظلم و اكل مال الغير بلا جهة تحلله و حرمة القتل بغير حق بل مرجوحية السب والقذف و رجحان السلام و رده على الاظهر و رجحان برالوالدين و مرجوحية عقوقهما بل رجحان صلة الارحام على احتمال وغير ذالك مما اشتهر بينهم بحيث لا

حرمت ضروریات دین سے نہیں ہے کیونکہ اس کی حرمت پر تمام اہلِ اسلام کا اجماع و اتفاق نہیں ہے بلکہ بعض اسلامی فرقوں کے نزدیک جائز ہے۔) کتے اور خنزیر، خون اور مردار کے گوشت کی حرمت اور درج ذیل عورتوں سے نکاح کا حرام ہونا۔ (۱) مائیں۔ (۲) بہنیں (۳) بیٹیاں۔ (۴) بھتیجیاں۔ (۵) بھانجیاں (۶) پھوپھیاں (۷) خالائیں بلکہ علی الاظہر زوجہ کی ماں (ساس) اور زوجہ کی موجودگی میں اس کی بہن (سالی) سے نکاح کرنا علی الاحتمال فی الجملہ سود کا حرام ہونا اور بلا جواز شرعی کسی کا مال کھانے اور بلا وجہ شرعی کسی کو قتل کرنے کی حرمت، بلکہ کسی کو گالی دینے، تہمت زنا لگانے کی مرجوحیت اور علی الاظہر سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کا رجحان، اسی طرح والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی فضیلت اور ان کی نافرمانی کرنے کی مرجوحیت بلکہ علی الاحتمال صلہ رحمی کرنے کا رجحان وغیرہا من ضروریات الاسلام جو اس طرح تمام اہلِ اسلام میں مشہور و مسلم ہیں کہ سوائے کسی شاذ و نادر شخص کے اور کوئی بھی ان میں شک و شبہ اور انکار نہیں کرتا۔ (واللہ الموفق)

ضروریاتِ مذہب کا بیان اور ان کے انکا[ر] کے احکام:

باقی رہے وہ امور جن کا طریق مذکورہ مذہب

يشك فيه إلا من شذ منهم

اما انكار ما علم ضرورة من مذهب الامامية فهو يلحق فاعله بالمخالفين و يخرجه عن التدين بدين الأئمة الطاهرين صلوات الله عليهم اجمعين كامامة الأئمة الاثنا عشر و فضلهم و علمهم و وجوب طاعتهم و فضل زيارتهم و اما مودتهم و تعظيمهم في الجملة

فمن ضروريات دين الاسلام و منكره كافر كالنواصب و الخوارج و مما عد من ضروريات دين الامامية استحلال المتعة و حج التمتع والبرائة من ....

.... و معاوية و يزيد بن معاوية و كل من حارب اميرالمؤمنين او غيره من الأئمة و من جميع قتلة الحسين عليه السلام و قول حيّ على خير العمل في الاذان

امامیہ کی ضروریات سے ہونا ثابت ہے ان کا انکار کرنے والا مذہب اہل بیت سے خارج ہو جاتا ہے (اگرچہ اسلام کے دائرہ میں داخل رہتا ہے) اور مخالفین کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے، جیسے کہ ائمہ اثنا عشری کی امامت حقہ، ان کے علم و فضل اور کمال و جلال، ان کی اطاعت و اتباع کے واجب ہونے اور ان کی زیارت کی فضیلت کا انکار کرنا لیکن جہاں تک ان کی محبت و مودت اور تعظیم و تکریم کا تعلق ہے تو وہ ضروریات دین میں سے ہے اور جو اس کا منکر ہے جیسے ناصبی اور خارجی وہ کافر ہے۔ منجملہ ان امور کے جن کو مذہب شیعہ کے ضروریات میں سے شمار کیا گیا ہے، متعہ [1] اور حج تمتع کو حلال سمجھنا بھی ہے، نیز فلاں فلاں، فلاں اور یزید اور اس کے باپ اور ہر اس شخص سے بیزاری اختیار کرنا ہے جس نے جناب امیرالمومنین یا دیگر ائمہ طاہرین میں سے کسی کے ساتھ جنگ و جدال کیا ہے، اسی طرح جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے برائت ظاہر کرنا اور اذان میں حی علی خیر العمل کہنا بھی ضروریات مذہب میں داخل ہے۔ (الی غیر ذالک من ضروریات المذهب)

[1] اس مسئلہ اور درج ذیل مسائل میں جو حضرات تفصیلی دلائل اور سیر حاصل بحث دیکھنے کے خواہشمند ہوں وہ ہماری کتاب تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت کی طرف رجوع فرمائیں۔ (منہ عفی عنہ)

ثم لا بد ان نعتقد في النبي و الائمة انهم معصومون من اول العمر الى آخره من صغائر الذنوب و كبائرها و كذا جميع الانبياء و الملائكة

و انهم اشرف المخلوقات جميعاً و انهم افضل من جميع الانبياء و جميع الملائكة و انهم يعلمون علم ما كان و علم ما يكون الى يوم القيامة

عصمت نبیؐ و ائمہ کا بیان:

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ وہ اول عمر سے لے کر آخر عمر تک (الغرض مہد سے لحد تک) ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم و مطہر ہیں اور یہی اعتقاد باقی تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے متعلق رکھنا بھی ضروری ہے۔

فضائل ائمہ اہل بیت علیہم السلام:

یہ بزرگوار تمام مخلوقاتِ خداوندی سے اشرف و اعلیٰ ہیں اور (سوائے خاتم الانبیاءؐ کے باقی) تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین سے افضل ہیں اور وہ گزشتہ اور قیامت تک کے آئندہ (حتمی) حالات اور واقعات سے باخبر ہیں۔

SIBTAIN.COM

ل مسئلہ علم امام اسلام کے معرکۃ الآراء مسائل میں سے ہے اس میں کئی قسم کے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ کیا امام کا علم حضوری ہے یا حصولی؟ ارادی ہے یا کلی؟ امام علم غیب جانتے ہیں یا نہ؟ ان تمام امور کی تفصیلات مع دلائل ہم نے "اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ" میں درج کر دی ہیں۔ ان تمام تفصیلات و تحقیقات کا جامع خلاصہ یہ ہے کہ ان ذوات مقدسہ کا علم وہبی اور حصولی ہے نہ کہ حضوری، ہاں البتہ جہاں تک علم شریعت کا تعلق ہے اسے تو وہ بالفعل جانتے ہیں اور جہاں تک کونیات اور ما کان و ما یکون کا تعلق ہے تو اس کے متعلق ان کا علم ارادی ہے یعنی بعض کو بالفعل جانتے ہیں اور بعض کو بالقوۃ بایں طور کہ جب فرش سے ثریا تک جس چیز کے متعلق معلوم کرنا چاہیں تو اسے باعلام اللہ معلوم کر لیتے ہیں چنانچہ استاد المجتہدین آقائے سید ابوالقاسم الخوئی اعلی اللہ مقامہ "مصباح الاصول" جلد اول ص [illegible] میں تحریر فرماتے ہیں "اتفاق الامامیہ علی کون علم الامام ارادیاً لا فعلیاً حضوریاً" یعنی فرقہ امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام کا علم ارادی ہے نہ کہ فعلی و حضوری۔

و ان عندهم آثار الانبياء و كتبهم كالتوراة والانجيل والزبور و صحف آدم و ابراهيم و شيث و عصا موسیٰ و خاتم سليمانؑ و قميص ابراهيمؑ و التابوت والالواح وغير ذالك و انه كما كان جهاد من جاهد و قعود من قعد عن الجهاد و سكوت من سكت و نطق من نطق و جميع افعالهم و احوالهم و اقوالهم بامر الله و ان كلما علمه رسولُ الله علّمهُ عليا

نیز ان کے پاس سابق انبیاء کے آثار و تبرکات اور کتب و صحائف موجود ہیں جیسے توراۃ، انجیل، زبور اور آدمؑ و ابراہیمؑ اور شیثؑ کے صحیفے جناب موسیٰؑ کا عصاء، جناب سلیمانؑ کی انگوٹھی جناب ابراہیمؑ کی قمیص، تابوت سکینہ، الواح (موسوی) وغیرہ (الغرض سب انبیائے سلف کے تبرکات ان کے پاس موجود ہیں) اور ان ذوات مقدسہ میں سے کسی مجاہد کا جہاد ہو یا قاعد (خانہ نشین) کا قعود، ناطق (بولنے والے) کا نطق ہو یا ساکت و صامت کا سکوت (غرض کہ) ان کے تمام افعال، احوال اور اقوال حکم خداوندی کے مطابق ہوتے ہیں۔ (بل عباد مکرمون لا یسبقونه بالقول و هم بامره یعملون) جو کچھ جناب رسولؐ خدا (منجانب اللہ) جانتے تھے، آپ نے وہ سب کچھ جناب امیر علیہ السلام کو تعلیم دے دیا

''اصول کافی'' میں ایک باب اس عنوان کا موجود ہے۔ ان الامام اذا اراد ان یعلم شیئا اعلمه الله۔ اسی طرح ''بصائر'' ''بحار الانوار'' اور ''بصائر الدرجات'' میں اس قسم کی متعدد احادیث موجود ہیں اور جہاں تک کلی و جزوی کی بحث کا تعلق ہے؟ اگر ان کے علم کو ہمارے علم سے نسبت دی جائے تو یقیناً کلی ہے اور اگر اسے علم خداوندی کے بالمقابل دیکھا جائے تو جزوی نظر آتا ہے۔ (ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء)

اسی طرح گو وہ باعلام اللہ بہت سے مغیبات پر مطلع ہیں مگر ان کو ''عالم الغیب'' نہیں کہا جا سکتا کیونکہ شرعی اصطلاح کے مطابق عالم الغیب کا اطلاق اس ذات واحد و یکتا پر کیا جاتا ہے جس کا علم کلی و ذاتی ہو اور ذاتی ہو اور وہ صرف خالق کائنات کی ذات ہے۔

هذا هو الصراط المستقيم فاتبعوه و لا تتبعوا السُّبل فتفرق بكم عن سبيله۔ (منه عفی عنه)

SIBTAIN.COM

و كذا كل لاحق يعلم جميع علم السابق عند امامته و انهم لا يقولون برأي و لا اجتهاد بل يعلمون جميع الاحكام من الله و لا يجهلون شيئاً يسئلون عنه و يعلمون جميع اللغات و جميع اصناف الناس بالايمان و الكفر و يعرض عليهم اعمال هذه الأمة كل يوم ابرارها و فجارها

و لا نعتقد انهم خلقوا العالم بامر الله فانا قد نهينا في صحاح الاخبار عن القول به و لا عبرة بما رواه البرسي و غيره من الاخبار الضعيفة و

اسی طرح ہر آنے والا امام جب ظاہری عہدۂ امامت پر فائز ہوتا ہے تو اپنے پیشرو امام کے تمام علم کا عالم ہوتا ہے۔ یہ بزرگوار ذاتی رائے و اجتہاد سے مسائل بیان نہیں کرتے بلکہ منجانب اللہ تمام احکام (مسائل حلال و حرام) کو جانتے ہیں اور ان سے جس چیز کا سوال کیا جائے وہ اس سے ناواقف نہیں ہوتے۔ (الحجة من لا يقول لا ادري) وہ تمام زبانیں جانتے ہیں اور تمام لوگوں کو کفر و ایمان کے ساتھ پہچانتے بھی ہیں اور ہر روز اس اُمت کے نیکوکاروں اور بدکاروں کے (نامہائے) اعمال ان کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔

تفویض کی نفی کا بیان

یہ عقیدہ ہرگز نہ رکھو کہ ان ذواتِ عالیہ نے خدا کے حکم سے اس کائنات کو پیدا کیا ہے کیونکہ صحیح السند اخبار و آثار میں ہمیں یہ عقیدہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے شیخ رجب برسی وغیرہ نے اس سلسلہ میں جو بعض ضعیف اخبار نقل کیے ہیں وہ قابل[1] اعتبار نہیں ہیں اور ان کیلئے سہو و نسیان جائز نہیں ہے۔

SEDAGAN.COM

[1] اقوامِ عالم کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح و آشکار ہوتی ہے کہ عامۃ الناس ہمیشہ اپنے پیشواؤں اور رہنماؤں کی محبت میں افراط کا شکار رہے ہیں یعنی محبت کے غلط جوش و جذبہ میں آکر ان کو ان کے حدود سے بڑھاتے رہے ہیں۔ یہی جذبہ تھا جس نے یہودیوں سے جناب عزیر اور عیسائیوں سے جناب عیسیٰ کو "ابن اللہ" کہلوایا اور ان کی دیکھا دیکھی بعض نام نہاد مسلمانوں نے جناب رسولِ خدا اور علی مرتضیٰ کو خدائی کے درجہ تک پہنچایا اور بعضوں نے گو ان ذواتِ عالیہ کو خدا تو نہ کہا مگر وہ بھی ان کو خدائی صفات و کمالات کا حامل قرار دیکر غلو و تفویض کے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں گر گئے۔ فضلوا و اضلوا کثیرا۔